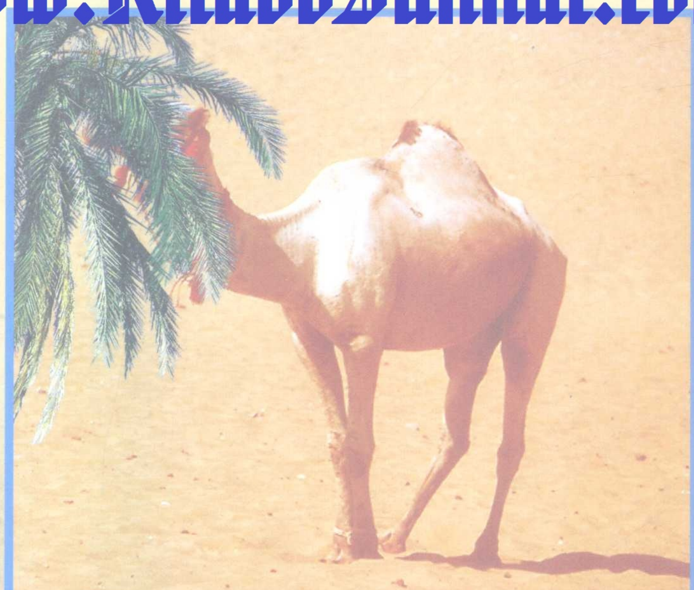
سلسلہ حیواناتِ قرآنی

صحرا کا جہاز



ڈاکٹر محمد افتخار کھوکھر

دار السلام
DARUSSALAM

سلسلہ حیواناتِ قرآنی

صحرا کا جہاز



ڈاکٹر محمد افتخار کھوکھر

دار السلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • خبر • شارجہ
لاہور • لندن • ہیوسٹن • نیویارک

© مكتبة دار السلام، ١٤٢٥ هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
محمد افتخار كهوكهر
صفينة الصحراء -/ محمد افتخار كهوكهر - الرياض، ١٤٢٥ هـ
ص: ٣٢ مقاس: ١٧×٢٤ سم
ردمك: ٧-٩٧-٨٩٩-٩٩٦٠
١- القصص العربية ٢- الابل أ- العنوان
ديوي ٨١٣ ٢٨٧٢/ ١٤٢٥

رقم الإيداع: ٢٨٧٢/ ١٤٢٥
ردمك: ٧-٩٧-٨٩٩-٩٩٦٠

نامِ کتاب: صحرا کا جہاز مصنف: ڈاکٹر محمد افتخار کھوکھر

منتظمِ اعلیٰ: عبدالمالک مجاہد

مجلسِ نظامیہ: محمد طارق شاھد (انچارج شعبہ ادب الاطفال والشباب) حافظ عبدالعظیم اسد (منیجر دارالسلام لاہور)
مجلسِ ادارت: ڈاکٹر محمد افتخار کھوکھر اشتیاق احمد عرفان جمیل
اشفاق احمد خاں محمد امین ثاقب قاری طارق جاوید
ڈرائنگ اینڈ السٹریشن: زاھد سلیم چودھری (آرٹ ڈائریکٹر)

معاونین: میاں خالد محمود عمر فاروق احسن محمود حافظ عمران خان حافظ کاشف ظہیر خطاطی: اکرام الحق

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب
فون: 4043432-4033962 1 00966 فیکس: 4021659
Website: http://www.dar-us-salam.com E-mail: riyadh@dar-us-salam.com
① طریق مکہ۔ العلیا۔ الریاض فون: 4614483 1 00966 فیکس: 4644945 ⑤ جدہ فون: 6879254 2 00966 فیکس: 6336270
② شارع الاربعین۔ السلز۔ الریاض فون: 4735220 فیکس: 4735221 ⑥ الخبر فون: 8692900 3 00966 فیکس: 8691551

شارجہ فون: 5632623 6 00971 فیکس: 5632624 لندن فون: 5202666 208 0044 فیکس: 5217645 208
امریکہ ① ہوسٹن فون: 7220419 713 001 فیکس: 7220431 ② نیویارک فون: 6255925 718 001 فیکس: 6251511

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)

① 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 42 0092 فیکس: 7354072
website: www.darussalampk.com e-mail: info@darussalampk.com
② غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703 ③ اردو بازار، گوجرانوالہ فون: 741613 فیکس: 741614
④ مومن مارکیٹ، اقبال ٹاؤن، لاہور فون: 7846714

پیش لفظ

بچوں میں کہانی سننے کی عادت بہت پرانی ہے۔ بچے تو کہانی کو کہانی سمجھ کر سنتے رہتے ہیں لیکن کہانی سنانے والا اگر بچوں کی تربیت کے فن سے آشنا ہو تو کہانی کہانی میں وہ بچوں کو بہت کچھ سکھا سکتا ہے۔ صحرا کا جہاز بھی ایک کہانی ہے۔ بچوں نے نانی اماں سے کہانی سنانے کا تقاضا کیا تو انھوں نے بھوت پریت کی کہانی میں وقت ضائع کرنے کی بجائے ایسے جانور کا تذکرہ شروع کیا جس کو دیکھ کر اللہ کی قدرت کا عجیب نظارہ سامنے آتا ہے۔ تپتی دھوپ جب جسم کو جلا رہی ہوتی ہے' یہ جانور اپنی جمع شدہ خوراک کو جسم کا حصہ بنا کر مسلسل چلتا رہتا ہے۔ انسان کا درجہ حرارت بڑھ جائے تو وہ بیمار ہو جاتا ہے جبکہ صحرا کا جہاز ایسا جانور ہے جس کا درجہ حرارت موسم کے مطابق بڑھتا گھٹتا رہتا ہے لیکن وہ بدستور تندرست وتوانا رہتا ہے۔ ایسا جانور جس نے کبھی لوگوں کو نبی کی سچائی کے لیے ایسی جگہ سے نکل کر اللہ کی قدرت کا کرشمہ دکھایا جہاں سے جانور نہیں نکلا کرتے۔ کبھی امام الانبیاء ﷺ کے سامنے بلبلا کر اپنے مالک کی زیادتی کا شکوہ کر کے ہمیشہ کے لیے جانوروں پر رحم وشفقت کے حکم کا باعث بنا۔ کبھی حجۃ الوداع کے تاریخ ساز موقع پر امامِ کائنات ﷺ کی سواری

کا شرف حاصل کر کے اپنے لیے اعزازِ عظیم جمع کرتا رہا۔ کبھی اللہ کے حکم سے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے بیٹھ کر مدینہ منورہ کے غریب، تنگدست کو کائنات کے امام کی مہمان نوازی کا شرف عطا کیا۔ صحرا کا جہاز جو نانی اماں کی پیار بھری زبان سے شروع ہو کر ماموں جان کی سائنسی و تحقیقی معلومات کا خزینہ بن کر کہانی کی صورت میں ایک جانور کی مکمل زندگی، اس سے متعلق ضرب المثل اور محاورات کو اپنے اندر سمو کر کہانی کم، معلوماتی ذخیرہ زیادہ ثابت ہوئی۔ صحرا کا جہاز اور اتنے اعزازات حاصل کرنے والا یہ جانور کونسا ہے، اب تک آپ کو ضرور اس کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو چکا ہوگا، تو آپ کے شوق کی تکمیل ایک صفحہ کی دوری پر۔

والسلام

عبدالمالک مجاہد



گرمی اتنی شدید تھی، لگتا تھا کہ سورج سوا نیزے پر آ گیا ہے۔ صحرا کی وسعتوں میں آ گ کی طرح دہکتی ہوئی ریت پر اونٹوں کی ایک لمبی قطار تیزی سے منزل کی جانب بڑھ رہی تھی۔ اونٹ سوار شدید پیاس کی وجہ سے نڈھال ہو رہے تھے' اس لیے وہ جلد از جلد کسی نخلستان تک پہنچنا چاہتے تھے۔

نانی اماں کہانی سناتے ہوئے ذرا رُکیں تو راشد نے پوچھا: ''نانی اماں! یہ نخلستان کیا ہوتا ہے؟''

''ریگستان میں وہ مقام جہاں کھجور کے بہت سے درخت ہوں۔ نخلستان قیامت خیز گرمی میں صحرا کے مسافروں کے لیے دنیا بھر کی نعمتوں میں سے بہت بڑی نعمت ہے۔'' نانی اماں نے بتایا۔

''شدید تپتے صحرا میں انسان تو پیاس سے نڈھال اور بے چین ہو جاتے ہیں' کیا اونٹ کو بھی ایسے ہی پیاس لگتی ہے؟'' عائشہ نے پوچھا۔

''ایک زمانہ تھا کہ بچوں کو صرف کہانی سننے سے غرض ہوتی تھی۔ مگر آج کے بچے تو بہت چالاک ہو گئے ہیں' وہ تو کہانی کے ساتھ کہانی کے کرداروں اور واقعات کے متعلق بھی کھوج اور کرید کرنے لگتے



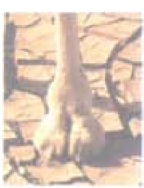
ہیں۔ ابھی میں نے کہانی شروع ہی کی ہے کہ راشد نے نخلستان کے متعلق پوچھ لیا ہے اور عائشہ ریگستان میں اونٹ کو پیاس نہ لگنے کی وجہ معلوم کرنے کی فکر میں ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کے اس دور میں بچے کہانی سے زیادہ کہانی کی جزئیات (باریکیوں) کے کھوج اور کرید میں لگ جاتے ہیں......''



''امی جان! یہ شریر بچے آج آپ کو تنگ کرنے کے موڈ میں ہیں۔'' راشد کے ماموں نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''بیٹا! ان بچوں نے تو مجھے چکرا دیا ہے۔ میں تو ان کے مطالبے اور اصرار پر کہانی سنانے لگی تھی، لیکن انہوں نے کہانی شروع ہوتے ہی مجھے ایسی باتوں میں الجھا دیا ہے، جن کا خود مجھے بھی زیادہ علم نہیں۔ یہ تو بہت اچھا ہوا کہ تم آ گئے۔ اب تم جانو اور یہ بچے۔ لگتا ہے آج یہ کہانی سے زیادہ اونٹ کی خبر لینے کے موڈ میں ہیں۔'' نانی اماں نے سر پر چادر درست کرتے ہوئے کہا۔

''بچو! اگر کہانی سننی ہے تو نانی اماں سے سن لو اور اگر اونٹ کے متعلق جاننا چاہتے ہو تو اس کے لیے میں تیار ہوں۔'' ماموں جان نے کہا۔





بچوں نے یہ سن کر شور مچایا کہ وہ اونٹ کے متعلق جاننا چاہتے ہیں۔

''لیکن ایک شرط ہے......''

ماموں جان نے اتنا ہی کہا تھا کہ بچوں نے ایک ساتھ ''کیا؟'' کا شور مچا دیا۔

''شرط یہ ہے کہ اپنی گفتگو کے دوران کچھ باتیں میں بھی آپ سے پوچھوں گا۔'' ماموں جان نے کہا۔

''ہمیں منظور ہے۔'' بچوں نے یک زبان ہو کر کہا۔

''اچھا یہ بتاؤ کہ اونٹ کس علاقے کا جانور ہے۔'' ماموں جان نے پوچھا۔

''عرب ممالک کے علاوہ برصغیر میں یہ راجھستان، سندھ اور بلوچستان میں پایا جاتا ہے۔'' مریم نے فوراً جواب دیا۔

''لیکن جدید تحقیق کے مطابق یہ اصل میں شمالی امریکہ کا جانور ہے۔ وہاں سے یہ جنوبی امریکہ' ایشیا اور یورپ کی سرزمین تک پہنچا۔''

ماموں جان نے وضاحت کی اور اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا:

اونٹ کا ذکر تو قرآن مجید میں بھی کئی جگہ آیا ہے، جیسے سورۂ غاشیہ آیت 17 میں ہے:



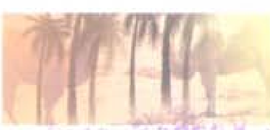
''کیا یہ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ کیسے پیدا کیے گئے ہیں؟''

اس آیت پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اونٹ کی بناوٹ کتنی عجیب وغریب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے پاؤں گول اور بڑے بڑے بنائے ہیں تاکہ ریگستان میں آسانی سے سفر کر سکے اور اس کے پاؤں ریت میں نہ دھنسیں۔ لمبی ٹانگیں دیں، تاکہ سفر جلدی طے ہو، لمبی گردن دی تاکہ زمین اور اونچے درختوں سے غذا آسانی سے حاصل کر سکے۔ ایک دفعہ راستہ دیکھ لے تو برسوں یاد رکھتا ہے، خواہ اس راستے کے سارے نشانات مٹ گئے ہوں۔ ایک کوہان کے علاوہ دو کوہان والے اونٹ بھی پائے جاتے ہیں، کوہان کی چربی اسے کئی کئی دن کھانے پینے سے بے نیاز کر دیتی ہے......''



ماموں جان ذرا رُکے تو عائشہ نے جھٹ سے کہا: شاید اسی لیے کہتے ہیں: ''اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی۔''

''اردو لغت میں یہ محاورہ بے ڈھنگے اور جھوٹے آدمی کے متعلق استعمال کیا جاتا ہے۔ تم یہاں اس محاورے کو خواہ مخواہ لے آئی ہو۔'' راشد نے عائشہ کو کہنی مارتے ہوئے کہا۔



''بھئی لڑتے نہیں، اگر لڑو گے تو میں اپنی بات ختم کردوں گا۔''
ماموں جان نے دونوں کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

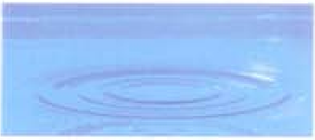
''ماموں جان! میں اب ایسا نہیں کروں گا۔'' راشد نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں آپ لوگوں کو بتا رہا تھا کہ......'' ماموں جان نے بات دوبارہ شروع کرتے ہوئے کہا۔

''اونٹ عجیب طرزِ زندگی رکھنے والا جانور ہے۔ کھانے پینے کے انداز دوسرے جانوروں سے مختلف ہیں۔ اگر ہم اس تین میٹر لمبے اور اڑھائی میٹر اونچے جانور کی ساخت پر غور کریں تو پتا چلتا ہے کہ یہ چوبیس کلومیٹر فی گھنٹا کی رفتار سے دوڑ سکتا ہے اور معمولی چال پر آئے تو ایک منٹ میں بیس قدم کا فاصلہ طے کرتا ہے۔ اسی لیے اسے ''صحرائی جہاز'' کہتے ہیں۔

اس کے پانی پینے کا الگ ہی انداز ہے۔ اگر پانی نہ ملے تو تیس دن تک بغیر پانی پیے چلتا رہے گا، مگر جب پانی پینے پر آئے گا تو دس منٹ میں 135 لیٹر سے زیادہ پانی ایک ہی سانس میں پی جائے گا......''





ماموں جان ذرا دیر کے لیے رکے تو مریم نے کہا:

''ماموں جان! میں نے سنا ہے کہ قرآن مجید میں صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے متعلق آتا ہے کہ وہ اتنا زیادہ پانی پیتی تھی کہ ایک دن قوم ثمود کے لوگ پانی استعمال کرتے تھے' جبکہ دوسرا دن صرف اونٹنی کے لیے ہوتا تھا، کیا یہ بات سچ ہے؟''

''مریم بیٹی! یہ بات بالکل سچ ہے۔ صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا ذکر قرآن مجید کی بے شمار سورتوں میں آیا ہے۔ اگر چاہیں تو میں مختصر طور پر ان کے متعلق بتا سکتا ہوں۔''

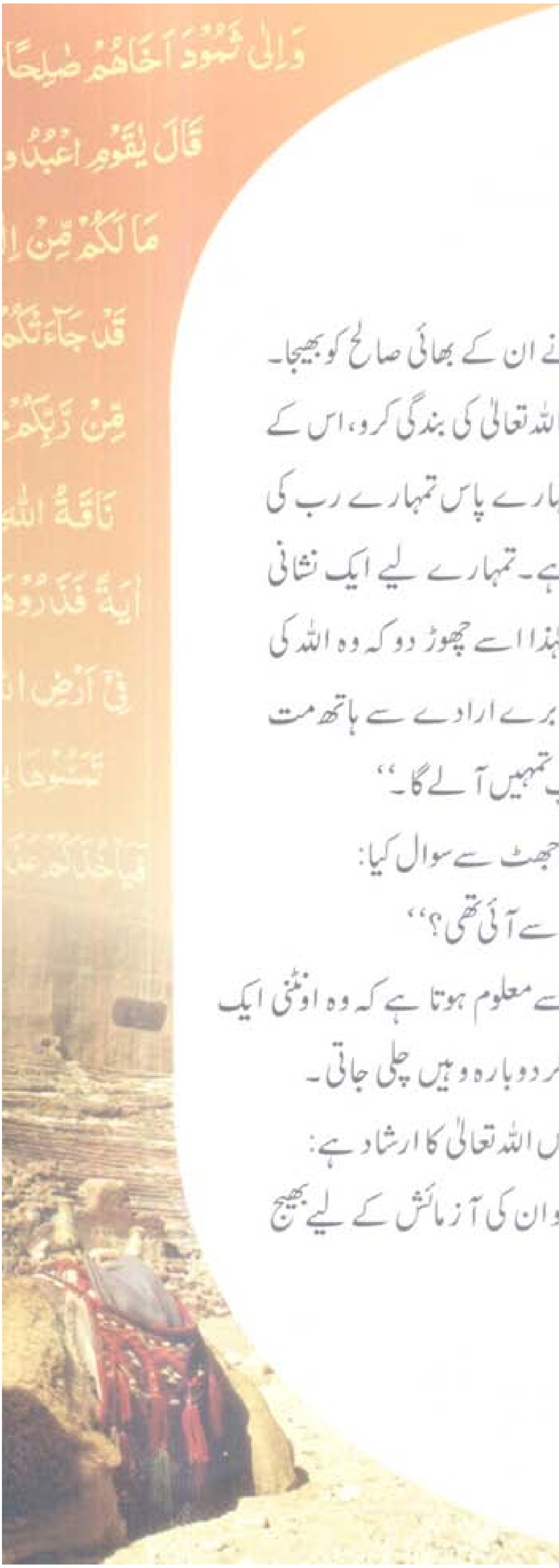


''ماموں جان! ضرور بتائیے۔'' سارے بچے یک زبان ہو کر بولے۔

''ذرا دھیان سے اور خاموشی سے سنیے۔'' ماموں جان نے اپنی بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔ ''جب کوئی قوم' اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی کی تعلیمات کو ماننے سے انکار کر دیتی ہے تو اسے سزا کے طور پر کسی نہ کسی آزمائش میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ صالح علیہ السلام کی اونٹنی قوم ثمود کی آزمائش اور عذاب کی اطلاع کے لیے بھیجی گئی تھی۔

جیسا کہ سورۂ اعراف آیت 73 میں ارشاد ربانی ہے، جس کا





مفہوم یہ ہے:

’’ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ انہوں نے کہا:اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی دلیل آ گئی ہے۔ تمہارے لیے ایک نشانی کے طور پر اللہ کی یہ اونٹنی ہے، لہٰذا اسے چھوڑ دو کہ وہ اللہ کی زمین پر چرتی پھرے، اس کو برے ارادے سے ہاتھ مت لگانا‘ ورنہ ایک دردناک عذاب تمہیں آ لے گا۔‘‘

ماموں جان رکے تو راشد نے جھٹ سے سوال کیا:

’’ماموں جان! وہ اونٹنی کہاں سے آئی تھی؟‘‘

’’مسند احمد کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اونٹنی ایک پہاڑ کے دامن سے نکلتی اور پانی پی کر دوبارہ وہیں چلی جاتی۔

سورۂ قمر آیات 27 اور 28 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

’’بے شک ہم اونٹنی کو ان کی آزمائش کے لیے بھیج



رہے ہیں۔ پس تو ان کا منتظر رہ اور صبر کر۔ اور ان کو بتا دے کہ پانی ان کے اور اونٹنی کے درمیان تقسیم ہوگا' ہر ایک اپنی باری کے دن پانی پر آئے گا۔''

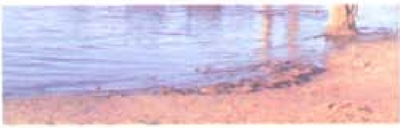
اسی طرح سورۂ شمس کی آیات 11 تا 14 میں ہے:

''قوم ثمود نے اپنی سرکشی کی بنا پر جھٹلایا۔ جب اس قوم کا سب سے بدبخت آدمی بھر اٹھا، تو اللہ کے رسول نے ان لوگوں سے کہا کہ اللہ کی اونٹنی اور اس کے پانی پینے کی باری کی حفاظت کرو مگر انہوں نے اپنے پیغمبر کو جھوٹا سمجھ کر اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں۔''

''یہ تو ظالم لوگوں نے بہت برا کیا، اللہ کے باغیوں کو اس کی سزا نہ ملی؟'' راشد نے اونٹنی کے قتل پر افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

''کیوں نہیں! اللہ تعالیٰ کا یہ دستور ہے کہ وہ پہلے کسی قوم کو اس کی غلطیوں پر بار بار ٹوکتا اور روکتا ہے' جیسے سورۂ شعراء آیات 155 اور 156 میں فرمان الٰہی ہے، جس کا مفہوم یہ ہے:

''صالح (علیہ السلام) نے کہا: یہ اونٹنی ہے' ایک دن اس کے پانی





پینے کی باری ہے اور ایک دن تم سب کے پانی لینے کی باری ہے۔ اس کو ہرگز نہ چھیڑنا ورنہ ایک بڑے دن کا عذاب تم پر آ جائے گا۔'' ماموں جان نے بتایا۔

''پھر کیا ہوا؟'' عائشہ نے تجسس بھرے لہجے میں پوچھا۔

''جب قوم ثمود نے اللہ کے نبی صالح علیہ السلام کی بات نہ مانی تو صالح علیہ السلام نے انھیں اللہ کے حکم سے عذاب الٰہی کے نازل ہونے کی وعید سنائی، جیسا کہ سورۂ ہود آیت 65 میں ہے۔

''جب انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالا تو اس پر صالح علیہ السلام نے ان کو خبردار کر دیا کہ بس اب تین دن اپنے گھروں میں رہ بس لو۔ یہ ایسا وعدہ ہے' جو جھوٹا ثابت نہ ہوگا۔''

''تیسرے دن کے بعد کیا ہوا؟'' مریم نے پوچھا۔

سورۂ اعراف آیات 78 اور 79 میں فرمان باری تعالیٰ ہے: ماموں جان نے بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

''آخر کار ایک ہلا دینے والی آفت نے انہیں آلیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے

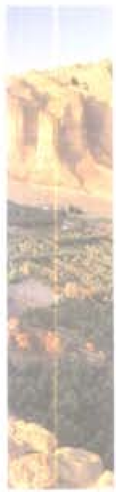


اور صالح (علیہ السلام) یہ کہتے ہوئے ان کی بستی سے نکل گئے کہ اے میری قوم! میں نے اپنے رب کا پیغام تمہیں پہنچا دیا اور میں نے تمہاری بہت خیر خواہی کی، مگر تمہیں اپنی خیر خواہی پسند ہی نہیں تھی۔''

''ماموں جان! آپ نے قرآن مجید کی ایک آیت کا ترجمہ بتایا تھا کہ ''ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا'' تو کیا انبیاء انسان ہی ہوتے ہیں؟''

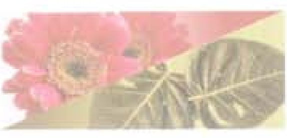
مریم نے معصومیت سے سوال کیا۔

''ہاں بیٹا! تمام انبیاء انسان ہی ہوتے ہیں اور جو نبی جس قوم کی طرف بھیجا جاتا ہے انھی میں سے ایک فرد ہوتا ہے۔ لیکن یاد رکھیے!...... نبی کی شان اور مرتبہ تمام انسانوں سے افضل ہوتا ہے۔'' ماموں جان نے بتایا۔



''وہ لوگ جو صالح علیہ السلام پر ایمان لائے تھے، کیا وہ بھی اللہ کے باغیوں کے ساتھ ہی ہلاک کر دینے والی آفت کا شکار ہو گئے؟'' راشد نے الجھن بھرے لہجے میں پوچھا۔

''نہیں بیٹا! ایسی بات نہیں۔'' ماموں جان نے راشد کی الجھن کو





دور کرتے ہوئے سورۂ ہود آیات 66 تا 68 کا ترجمہ سنایا۔

''آخرکار جب ہمارے فیصلے کا دن آ گیا تو ہم نے اپنی رحمت سے صالح (علیہ السلام) کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے' بچالیا' اور اس دن کی رسوائی سے ان کو محفوظ رکھا۔ بے شک تیرا رب ہی دراصل طاقتور اور بالادست ہے۔ رہے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا تھا تو ایک سخت دھماکے نے ان کو پکڑ لیا' اور وہ اپنی بستیوں میں اس طرح بے حس وحرکت پڑے کے پڑے رہ گئے کہ گویا وہ وہاں کبھی بسے ہی نہ تھے۔ سنو! (قوم) ثمود نے اپنے رب سے کفر کیا' خبردار! ان ثمودیوں پر پھٹکار ہے۔''

''ماموں جان! بڑی حیرت کی بات ہے کہ ایک ہی واقعے کو اللہ تعالیٰ نے قران مجید کی مختلف سورتوں میں مختلف انداز اور اسلوب میں بیان فرمایا ہے۔'' عائشہ نے کہا۔

''دراصل اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو ہدایت وگمراہی اور کفر وشرک کا فرق سمجھانے کے لیے قرآن مجید میں بے شمار واقعات کو کئی

لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ

کئی بار مختلف سورتوں میں مختلف انداز میں سمجھایا ہے، تاکہ ہر لمحہ غافل اور بھولنے والے انسان کو بتایا جائے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے اور اس کی بھلائی اور سلامتی اسی میں ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک اللہ تعالیٰ کا مطیع وفرمانبردار بندہ بن کر دنیا میں رہے اور......''

ماموں جان نے اتنا کہنے کے بعد وقفہ کیا تو مریم فوراً بولی:

''ماموں جان! اللہ کا شکر ہے کہ امی اور ابو ہمیں اٹھتے بیٹھتے توحید اور شرک کا فرق سمجھاتے رہتے ہیں اور ہم اپنی سمجھ کے مطابق گھر اور سکول میں اس پر عمل بھی کرتے ہیں......''

''ماموں جان!'' راشد نے مریم کی بات مکمل ہوتے ہی کہا۔

''بات اونٹ کے زیادہ پانی پینے کی صلاحیت سے ہوتے ہوئے صالح علیہ السلام' اونٹنی اور قوم ثمود تک آن پہنچی۔ صالح علیہ السلام اور اونٹنی کے متعلق تو ہمیں بہت کچھ پتا چل گیا ہے، کچھ قوم ثمود کے متعلق بھی بتا دیں۔''

''راشد بیٹے! تم نے بہت اچھا سوال پوچھا ہے، میں مختصر طور پر قوم ثمود کے متعلق بتاتا ہوں۔''

''قوم ثمود شمال مغربی عرب کے اس علاقے میں رہتی تھی' جسے





آج کل اَلْحِجْر کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ مدینہ اور تبوک کے درمیان میں ایک مقام ہے جسے ''مدائنِ صالح'' بھی کہتے ہیں۔ یہی قوم ثمود کا صدر مقام تھا۔ اہل ثمود پہاڑوں کو کاٹ کر خوبصورت عمارتیں بنانے کے بہت ماہر تھے۔

قوم ثمود کے لوگ اپنے زمانے کے مانے ہوئے سنگ تراش تھے۔ ان کی فنکارانہ صلاحیتیں ایسی باکمال تھیں کہ بڑے بڑے پہاڑ دنوں میں خوبصورت اور شاندار محلات میں تبدیل ہو جاتے۔ بدوضع، بھدے اور کالے پیلے پتھروں کو جب کاٹتے، چھیلتے تو چمکتی دمکتی، ہنستی مسکراتی مورتیاں بن جاتیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو بے حساب نعمتوں سے نوازا تھا۔ انہیں ہرے بھرے کھیت، باغات اور سرسبز نخلستان عطا کیے تھے، لیکن آرام و آسائش کی زندگی اور دنیاوی مال و متاع کی فراوانی نے انہیں سرکش بنادیا اور وہ اللہ تعالیٰ کو بھلا بیٹھے۔

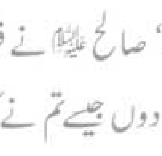
ایسے میں ان کو ان کی نادانی سے باز رکھنے کے لیے اور صراطِ مستقیم پر چلانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام، جو ان ہی کی قوم کے ایک فرد

تھے، نبوت عطا فرمائی، اور دین کی تبلیغ کا کام ان کے سپرد کیا۔

صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے توحید باری تعالیٰ کی تعلیم پیش کی، اور اللہ وحدہ لاشریک کے حضور سربسجود ہونے کی ترغیب دی لیکن قوم نے وہی گھِسا پٹا جواب دیا کہ صالح ان ہی کی قوم کے ایک فرد ہیں۔ انہیں نبی کیوں بنایا گیا۔ ہمیں عبادت کے وہی پرانے طور طریقے پسند ہیں، جن پر ہمارے باپ دادا چلتے آئے ہیں۔ وہ جن معبودوں کو پوجتے تھے ہم بھی انہی کو پوجیں گے۔

اس کے باوجود صالح علیہ السلام نے دعوت و تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ ایک دن قوم ثمود کے لوگ ایک جگہ جمع تھے۔ اللہ کے رسول صالح علیہ السلام بھی وہاں تشریف لے آئے اور انہیں وعظ و نصیحت کرنے لگے۔ لوگوں نے وہاں قریب ہی ایک چٹان کی طرف اشارہ کرکے کہا: ''اگر آپ اس چٹان سے اس طرح کی خوبیوں والی اونٹنی نکال دیں تو ہم مان جائیں گے۔'' صالح علیہ السلام نے فرمایا: ''اگر میں آپ کا مطالبہ اسی انداز سے پورا کر دوں جیسے تم نے کہا ہے تو کیا تم واقعی اس دین پر ایمان لے آؤ گے جو میں لایا ہوں اور ان باتوں میں میری تصدیق

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ





کرو گے جنھیں دے کر مجھے بھیجا گیا ہے۔

انھوں نے کہا: ''ہاں! ہم تجھ پر ایمان لائیں گے اور تیری باتوں کی تصدیق کریں گے۔''

آپ نے ان سے پختہ عہد و پیمان لے لیا۔ تب آپ نے کھڑے ہو کر نماز ادا کی، پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ ان لوگوں کا مطالبہ پورا فرمائے۔ اللہ کے حکم سے وہ چٹان پھٹ گئی اور اس میں سے ایک بہت بڑی حاملہ اونٹنی نکلی، جس میں وہ تمام خوبیاں موجود تھیں، جن کا ان لوگوں نے مطالبہ کیا تھا۔

''اونٹنی کے معجزے کے بعد کیا ہوا؟'' راشد نے پوچھا۔

علامہ دمیری نے کتاب حیاۃ الحیوان میں لکھا ہے ''صالح علیہ السلام نے لوگوں سے کہا کہ یہ اللہ کی اونٹنی ہے۔ ایک دن پانی پینے کی باری اس کی ہوگی' دوسرے دن تمھاری اور تمھارے جانوروں کی۔ جس دن اونٹنی کے پانی پینے کی باری ہوتی تو وہ حِجر کے کنویں میں اپنا منہ رکھ دیتی تھی' جب تک وہ کنویں کا سارا پانی نہ پی لیتی' سر نہیں اٹھاتی تھی۔ اس کنویں کا نام ''بئر ناقہ'' مشہور ہوگیا۔



یہ اونٹنی گرمی کے موسم میں وادی کے اوپر کے حصے میں رہتی تھی' اور دوسرے مویشی اس کے ڈر سے وادی کے نشیبی حصے میں بھاگ جاتے تھے۔ جہاں گرمی زیادہ ہوتی تھی اور گھاس بھی نہیں ہوتی تھی سردیوں کے موسم میں اونٹنی وادی کے نشیبی علاقے میں آجاتی تھی مویشی اس کے خوف سے اوپر کے حصے میں جا کر پناہ لیتے تھے' جہاں وہ سردی کی وجہ سے ٹھٹھرتے رہتے تھے۔ قوم ثمود کے لوگوں کے لیے یہ بہت سخت امتحان تھا' جسے وہ برداشت نہ کر سکے۔ لہٰذا انہوں نے اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے کا فیصلہ کرلیا۔'' ماموں جان نے بتایا۔



''قوم ثمود نے کیا خلاف ورزی کی؟'' مریم نے پوچھا۔

''قوم ثمود کا ایک بدبخت فرد قُدار بن سالف (ایک قول کے مطابق عیزار بن سالف) دنیاوی مال و دولت کے لالچ میں آکر اونٹنی کو ہلاک کرنے پر تیار ہوگیا۔ اس مقصد کے لیے وہ اونٹنی کے آنے والے راستے میں ایک درخت کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا۔ جب اونٹنی کا وہاں سے گزر ہوا تو وہ تلوار سے حملہ آور ہوا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔

جب صالح علیہ السلام کو خبر ملی کہ اونٹنی کو مار ڈالا گیا ہے تو وہ قوم کے پاس



پہنچے۔ قوم کے لوگ آپ سے معذرت کرنے لگے کہ ہمارا قصور نہیں، اسے تو قُدار بن سالف نے ہلاک کیا ہے۔" ماموں جان نے اتنا ہی بتایا تھا کہ عائشہ نے بے چینی سے پوچھا: "ماموں جان پھر کیا ہوا؟

"پھر یہ ہوا کہ اونٹنی کو جس روز ہلاک کیا گیا تھا، اس سے اگلے روز جمعرات کے دن ان سب کے چہرے پیلے رنگ کے ہو گئے۔ صالح علیہ السلام نے انہیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ عذاب ظاہر ہوتے ہی ان کے چہروں کے رنگ بدلنے لگیں گے۔ چہرے پہلے زرد، پھر سرخ اور اس کے بعد سیاہ ہو جائیں گے، اور تیسرے دن سب کا خاتمہ ہو جائے گا۔ قوم ثمود جس وقت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی سزا میں مبتلا تھی، اسی دوران صالح علیہ السلام، اہل ایمان کی جماعت کے ساتھ حضرموت کی طرف ہجرت کر گئے، اور انہیں قوم کی خبر تک نہ ہو سکی۔" ماموں جان نے بتایا۔

"یہ واقعہ تو ہر فرد کے لیے باعث عبرت ہے۔" مریم نے کانپتی اور لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"ماموں جان! اس واقعے نے تو مجھے ہلا کر رکھ دیا ہے۔ کیا قرآن مجید میں اونٹ کے حوالے سے کچھ اور واقعات بھی آئے



ہیں؟'' راشد نے پوچھا۔

''ماموں جان! آپ نے شروع میں کہا تھا کہ اونٹ کا ذکر قرآن مجید میں کئی جگہ آیا ہے۔ کیا آپ اس کے متعلق بھی بتائیں گے؟'' عائشہ نے پوچھا۔

''قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے مختلف انداز میں حق و باطل اور نیکی و برائی کا فرق سمجھانے کے لیے مثالوں سے کام لیا ہے۔ ان مثالوں میں اُونٹ کا ذکر بھی شامل ہے، جیسے سورۂ واقعہ آیت 51 تا 56 میں اللہ تعالیٰ کے باغیوں کو یوں خبردار کیا گیا ہے:

''اے گمراہو، جھٹلانے والو! البتہ تم تھوہر کا درخت کھانے والے ہو، اور اسی سے پیٹ بھرنے والے ہو۔ پھر اس پر گرم کھولتا پانی پینے والے ہو۔ پھر پینے والے بھی تونس لگے اونٹوں کی طرح۔ قیامت کے دن ان کی یہ مہمانی ہوگی۔''

ماموں جان نے بتایا۔





''تونس لگے اونٹ سے کیا مراد ہے؟'' مریم نے سر کھجاتے ہوئے پوچھا۔

''اس سے مراد یہ ہے کہ شدید گرمی میں' ایسی سخت پیاس کہ اونٹ کسی وقفے کے بغیر بس پانی پیتا ہی چلا جائے۔'' ماموں جان نے سمجھایا۔

اونٹ کے متعلق کوئی اور واقعہ سنائیں۔'' راشد نے کہا۔

''سورۂ اعراف آیت 40 میں ایک دلچسپ واقعہ ہے۔'' ماموں جان نے بتانا شروع کیا۔

''یقین جانو جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور ان کے مقابلے میں سرکشی کی، ان کے لیے آسمان کے دروازے ہرگز نہ کھولے جائیں گے۔ ان کا جنت میں داخل ہونا اتنا ہی ناممکن ہے جتنا کہ سوئی کے ناکے سے اونٹ کا گزرنا۔ مجرموں کو ہمارے پاس سے ایسا ہی بدلا ملا کرتا ہے۔''

اسی طرح سورۂ غاشیہ آیت 17 میں ہے:

''کیا یہ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح پیدا کیے گئے ہیں۔''

سورۂ مائدہ آیت 103 میں بیان کیا گیا ہے:

''اللہ نے کوئی بَحِیْرَہ مقرر کیا ہے نہ سَائِبَہ اور نہ حَام مگر کافر اللہ پر جھوٹی تہمت لگاتے ہیں......''

''یہ بحیرہ' سائبہ اور حام عجیب و غریب الفاظ ہیں ان کے کیا معنی ہیں؟'' مریم نے حیرت سے پوچھا۔

''بحیرہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کے ہاں آخری بچہ نر پیدا ہوا ہو۔ جاہلیت کے زمانے میں اس اونٹنی کو کان چیر کر آزاد کر دیا جاتا تھا۔ سائبہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں' جسے کسی منت کے پورا ہونے یا کسی بیماری سے شفا پانے یا کسی خطرے سے بچ جانے پر بطور شکرانہ دیا جاتا۔ اور اگر کسی اونٹ کا پوتا' سواری کے قابل ہو جاتا تو اس بوڑھے اونٹ کو آزاد کر دیا جاتا' ایسے اونٹ کو حام کہا جاتا تھا۔'' ماموں جان نے بتایا۔



''بچو! ایک اور دلچسپ واقعہ بھی قرآن مجید میں ہے' جس میں اونٹ کا ذکر آیا ہے۔ جب تک تم اس کے متعلق سوچو گے' میں آپ لوگوں کو اونٹ کے متعلق کچھ اور حیرت انگیز باتیں بتا دوں۔ انسان کے منہ میں 32 دانت ہوتے ہیں جبکہ اونٹ کے منہ میں 34 دانت





ہوتے ہیں، جن میں سے چند دانت اور ڈاڑھیں، نوک دار اور مڑے ہوتے ہیں، ان دانتوں سے اونٹ بہت سے کام لیتا ہے۔ اونٹ کے جگر میں پتہ نہیں ہوتا۔ دنیا میں پائے جانے والے جانوروں کی جسمانی حرارت کا ایک خاص درجہ مقرر ہے، اس میں کمی بیشی صرف اس وقت عمل میں آتی ہے جب وہ بیمار ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس اونٹ کی جسمانی حرارت، دن میں الگ اور رات کو الگ ہوتی ہے ایک کوہان والے اونٹ کے دن اور رات کے درجہ حرارت میں 6 سنٹی گریڈ کا فرق ہوتا ہے۔ دن کے گرم اوقات میں اس کی جسمانی حرارت 40 سنٹی گریڈ ہوتی ہے۔ رات کو اس کا جسمانی درجہ حرارت 6 سنٹی گریڈ کم ہو کر 34 سنٹی گریڈ ہو جاتا ہے۔ دو کوہان والے اونٹ، جو عام طور پر سرد علاقوں مثلاً وسط ایشیا میں پائے جاتے ہیں، موسم گرما میں ان کا جسمانی درجہ حرارت 50 سنٹی گریڈ اور سردیوں میں 27 سنٹی گریڈ تک پہنچ جاتا ہے۔ مگر اس سارے عمل کے باوجو اونٹ کے جسم پر کوئی برا اثر مرتب نہیں ہوتا۔''

''یہ تو بڑی حیرت کی بات ہے۔'' راشد نے کہا۔



''یہی نہیں بلکہ......'' ماموں جان نے بتانا شروع کیا۔

''ریگستان میں قافلے کے ساتھ چلنے والے اونٹ، ان کے مالک بھی ان کے ساتھ سخت گرمی میں چلتے ہیں۔ مگر آدمی اس گرمی سے جلد پریشان ہو جاتا ہے، اس کے برعکس اونٹ بڑے اطمینان کے ساتھ سفر کرتا رہتا ہے۔ تیز دھوپ اور گرمی میں جب درجہ حرارت 50 سنٹی گریڈ سے 70 سنٹی گریڈ تک چلا جاتا ہے تو آدمی پسینے سے نہانے لگتا ہے اور اس سے آدمی لحہ بہ لحہ کمزوری محسوس کرنے لگتا ہے اور اس کی موت بھی واقع ہو سکتی ہے' جبکہ اونٹ اس شدید گرمی کو آسانی سے برداشت کر لیتا ہے۔''



''مسعود بیٹا! اونٹ کے متعلق اتنی ساری معلومات تو مجھے بھی آج ہی معلوم ہوئی ہیں۔'' نانی اماں جو غور سے ساری باتیں سن رہی تھیں انہوں نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا:

''جس دلچسپ قرآنی واقعے کا آپ کے ماموں نے پوچھا ہے' اس کا مجھے پتا ہے' لیکن اس وقت تو مجھے آقائے دو جہاں محمد ﷺ کے حوالے سے اونٹ کے دو اعزاز کی بات یاد آ رہی ہے۔''



نانی اماں ذرا سانس لینے کے لیے رکیں تو عائشہ نے فوراً پوچھا:

''وہ دو اعزاز کون سے ہیں؟''

''ایک اعزاز تو یہ ہے جیسا کہ زاد المعاد میں ہے:'' نانی اماں نے بتانا شروع کیا۔

''جب نبیٔ رحمت محمد ﷺ مکے سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو ہر جاں نثارِ رسول کی خواہش اور تمنا تھی کہ آپ اس کے ہاں قیام فرمائیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری اونٹنی جس جگہ بیٹھے گی' اسی جگہ پر میں قیام کروں گا۔''

بچو!'' آپ نے دیکھا یہ اعزاز اونٹنی کو حاصل ہوا کہ وہ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے سامنے بیٹھی تو آقائے دو جہاں نے اس گھر کو جائے قیام قرار دیا۔ اسی طرح دوسرا اعزاز اس وقت حاصل ہوا جب اسلام کو مکمل دین قرار دینے کی وحی' خطبۂ حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں ایسے وقت میں نازل ہوئی' جب آپ اونٹنی پر سوار تھے۔''

''یہ واقعی بڑے اعزاز کی بات ہے۔'' ماموں جان اور بچوں

نے یک زبان ہو کر کہا۔

❀❀❀

''ماموں جان! ہماری اسلامیات کی کتاب میں پیارے نبی ﷺ کی جانوروں سے رحم و شفقت کے متعلق لکھا ہے۔ اس میں ایک واقعہ اونٹ کے متعلق بھی ہے۔ کیا میں وہ بتا سکتا ہوں؟'' راشد نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

''کیوں نہیں! اچھی باتیں نہ صرف یاد رکھنی چاہیں' بلکہ موقع محل کے مطابق ان کو بیان بھی کرنا چاہیے۔ اس سے دوسرے لوگوں کی نہ صرف معلومات میں اضافہ ہوتا ہے' بلکہ ایمان بھی تازہ ہوتا ہے۔'' نانی اماں نے پیار سے راشد کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

نانی اماں کا حوصلہ افزا جواب سن کر راشد نے بتانا شروع کیا:

''عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پیارے نبی محمد ﷺ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک اونٹ تھا' جو آپ ﷺ کو دیکھ کر رونے لگا۔ آپ ﷺ نے پیار سے اس کے





کوہان پر ہاتھ پھیرا تو وہ بلبلانے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس اونٹ کا مالک کون ہے؟''

ایک انصاری آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: '' یہ میرا اونٹ ہے۔''

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمھیں اس جانور کا مالک بنایا ہے، تم اللہ کا خوف نہیں کرتے، اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور مسلسل کام لیتے ہو۔''

یہ سن کر انصاری نوجوان بہت شرمندہ ہوا اور اس نے پیارے نبی ﷺ سے وعدہ کیا کہ آئندہ وہ اونٹ کی خوراک کا خیال رکھے گا اور کام بھی تھوڑا لے گا۔

'' بھئی! یہ تو بہت اچھا واقعہ ہے۔ آپ بچوں کو بھی چاہیے کہ جانوروں سے اچھا سلوک کریں اور انھیں تنگ نہ کریں۔''

''بچو! ایک واقعہ مجھے بھی یاد آرہا ہے۔ ذرا غور سے سنیے گا۔''

ماموں جان نے واقعے کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

'' جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم غزوۂ ذاتِ الرقاع میں

نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نکلے، یہاں تک کہ جب ہم ''حرۂ واقم'' میں پہنچے تو اچانک ایک اونٹ دوڑتا ہوا آپ ﷺ کی طرف بڑھا' اور آپ ﷺ کے قریب آ کر درد کے مارے بلبلانے لگا۔ آپ ﷺ نے ہم سے کہا: ''یہ اونٹ اپنے مالک کے خلاف شکایت کر رہا ہے۔ یہ کہہ رہا ہے کہ میرا مالک مجھ سے بہت عرصے تک کھیتی باڑی کا کام لیتا رہا' یہاں تک کہ میں بوڑھا اور کمزور ہوگیا۔ اب جبکہ میں کھیتی باڑی کے قابل نہیں رہا تو مجھے ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے''۔ پھر آپ ﷺ نے جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے جابر! تم اس کے مالک کے پاس جاؤ اور اس کو بلا کر لاؤ۔''

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے عرض کیا: ''میں تو اس سے واقف نہیں ہوں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اونٹ تمہیں اس کا راستہ بتائے گا۔''

یہ سن کر اونٹ میرے آگے تیزی سے چلنے لگا اور مجھے بنی خطمہ میں پہنچا دیا۔ میں نے مجلس میں موجود لوگوں سے اونٹ کے مالک کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ اونٹ فلاں بن فلاں کا ہے۔ میں اس کے پاس پہنچا اور کہا:



''نبی اکرم ﷺ نے تمہیں بلایا ہے۔''

اس پر وہ نوجوان نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا اونٹ شکایت کر رہا ہے کہ تم ساری عمر اس سے سخت کام لینے کے بعد اب بڑھاپے میں اس کو ذبح کرنا چاہتے ہو۔''

نوجوان نے ہاں میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس اُونٹ کی ساری عمر کی خدمت کا یہی صلہ ہے؟ کیا تم اس کو بیچ سکتے ہو؟''

اس نوجوان نے ہاں میں جواب دیا تو آپ نے اس اونٹ کو خرید کر آزاد کر دیا۔

''تو کیا اونٹوں کو ذبح کرنا جائز نہیں؟'' راشد نے حیرت سے پوچھا۔

''کیوں نہیں راشد بیٹا!'' ماموں نے کہا۔

'' بلکہ اونٹ کی قربانی کا ثواب بہت زیادہ ہے اور خود رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک سو اونٹ ذبح کیے جن میں 63 اپنے ہاتھ سے اور باقی سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے۔''

ماموں جان نے جیسے ہی بات مکمل کی، مریم نے کہا: ''ماموں

جان! آپ نے کہا تھا کہ قرآن مجید میں ایک اور دلچسپ واقعہ بھی ہے، جس میں اونٹ کا ذکر موجود ہے۔ میں نے بوجھ لیا ہے کہ وہ واقعہ سیدنا یوسف علیہ السلام کا ہے' جس میں آپ علیہ السلام کے بھائی اونٹوں پر غلہ لینے آئے تھے اور......''

''شاباش مریم بیٹی! تم تو بہت ذہین ہو۔ سورۂ یوسف میں یہ سارا واقعہ بہت دلنشین انداز میں آیا ہے اور اس سارے واقعے کو بہت خوبصورت اور دلچسپ انداز میں ''دارالسلام'' نے ''حسد کی آگ''، ''بادشاہ کے دربار میں'' اور ''خواب سے حقیقت تک'' تین حصوں میں شائع کیا ہے۔

میں آج ہی بازار جاؤں گا تو تینوں بچوں کے لیے یہ خوبصورت کتابیں لے کر آؤں گا اور......''

''ان کتابوں کے پیسے میں دوں گی۔'' نانی اماں نے جملہ مکمل کر دیا۔ یہ سنتے ہی تینوں بچے خوشی سے چلّائے اور زوردار نعرہ لگایا:

''ماموں جان زندہ باد۔ نانی اماں پائندہ باد۔







صحرا کا جہاز

بچے کہانی کا شوق لے کر بیٹھے تھے۔

نانی اماں نے دھوپ اور نخلستان کا تذکرہ [illegible] دیا۔

بچوں نے نخلستان کا پوچھا تو ماموں جان نے کہانی کو معلومات کا خزینہ بنا دیا۔

قرآن کی آیات، احادیث کے مجموعے اور سائنسی تحقیقی معلومات سے مزین

ایسے جانور کا تذکرہ بچوں کو سننے کے لیے ملا جو ''صحرا کا جہاز'' کہلایا۔

جس کے پاؤں گول ہونے کے باعث ایسی جگہ چلنے کے لیے مناسب جہاں

انسان کا چلنا انتہائی مشکل۔ جو کئی دن بغیر کھائے پیئے مسلسل سفر کر سکتا ہے۔

جس کے جسم کا درجہ حرارت موسم کے اعتبار سے تبدیل ہوتا ہے

لیکن پھر بھی وہ بیمار نہیں بلکہ تندرست و توانا رہتا ہے۔

ISBN 9960-899-97-7

دارالسلام

DARUSSALAM